آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤگے ❊ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۷ جون ۱۹۱۸ء نمبر ۶

مطابق رمضان المبارک ۱۳۳۶ء

چندہ سالانہ ؏

عام طالبان علم عہ/

فہرست مضامین

(ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے)

اعلیحضرت خلیفۃ المسیح حکیم الامت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کی مجرب المجرب ادویہ

ہم نے ناظرین کی خاطر اپنے اُستاد ی المکرم کے تمام عمر کے تجربات بطور ہدیہ رکھدیئے ہیں۔ آپ نے بیشک مجرب دیکھی ہونگی۔ مگر لاثانی وجود کی ایجاد بھی لاثانی ہوتی ہے جیسے فن طب میں بے مثل تھے۔ ویسے ہی آپ کے تیر بہدف ادویہ بے مثل ہیں ؛

حب اکسیر جنین یہ گولیاں آپکی تمام عمر کی مجرب المجرب ہیں انکے استعمال سے خاص فضل ربی سے کئی بھری ہوئے ہیں۔ جوکہ اسقاط حمل یعنی اٹھرا کی بیماری کی وجہ سے ویران تھے جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دلکو پاش پاش کردیتی تھی۔ یا قبل از وقت حمل ضائع ہوجاتا تھا یا کچھ دن پیدا ہونیکے بعد زندہ رہکر فوت ہوجایا کرتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے ناامید و مایوس ہو چکے تھے اب وہ گھران گولیوں کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ بھرے ہوئے ہیں قیمت فی تولہ عہ/

حب بواسیر خونی کیسا ہی خون کیوں نہ جاتا ہو۔ انکے استعمال سے بند ہوجاتا ہے۔ اور دیر تک استعمال کرنے سے انشاءاللہ تعالیٰ کلی نجات ہوگی۔ قیمت ۲۴ گولی عہ/

حب جاوید ضعف دل و دماغ۔ جگر۔ جسم میں سستی کاہلی چہرہ بے رونق۔ بدن نحیف آنکھیں زرد۔ معدہ میں فتور آگیا۔ غذا ہضم نہیں ہوتی۔ بیٹھکر اُٹھنے سے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ سر چکرا گیا۔ ان اصحاب کے لئے حب جاوید کا استعمال کرنا تندرستی کا بیمہ کرنا ہے۔ اور کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لانا انکا فرض ہے۔ قیمت تیس ۳۰ گولیاں۔ صرف عہ/

طحال پُرانی سے پُرانی طحال یعنی تلی کیوں نہ ہو ۲۴ روز کے استعمال سے انشاءاللہ آرام آجاتا ہے ۲۴ عدد گولیاں عہ/

مرہم پھوڑے پھنسی۔ پُرانے نئے زخم گندے گندے بلکہ ناسور تک بھی اسکے استعمال سے اچھے ہوجاتے ہیں قیمت ڈبیہ عہ

تریاق معدی کمزوری معدہ۔ ضعف ہضم۔ پیٹ کا پھولنا۔ قراقر۔ قے۔ متلی بدہضمی۔ ترش ڈکار۔ معدہ کی خرابی سے بے ترتیبی پاخانہ۔ اسہال غذا کا ہضم نہ ہونا۔ ان امراض کے لئے ہے قیمت شیشی عہ/

سرمہ نور کمزوری نظر۔ دھند۔ جالا۔ قریب کے ککرے۔ پڑبال۔ پھولا۔ تُوندی بیدار رطوبت کا جاری رہنا۔ آنسوؤں کا آنا۔ ان امراض میں آپ کا نہایت مجرب المجرب سرمہ ہے۔ قیمت ۶ ماشہ صرف عہ/

ملنے پتہ :۔ **نظام جان۔ عبدالرحمن کاغانی۔ قادیان ضلع گورداسپور**

ریویو آف ریلیجنز 1918ء کے Page No
200 کے بعد 221 آجاتا ہے۔ یہ 20 صفحات
گم نہیں ہوئے بلکہ کاتب کی غلطی کی وجہ سے
Miss Print ہوئے ہیں۔ مضمون میں تسلسل
برقرار ہے۔ صرف صفحات نمبر غلط Print ہو گئے
ہیں۔

محمد امین متعلم جماعت ۶ ہائی اسکول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علےٰ رسولہ الکریم

کامل مذہب

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو ریویو اُردو بابت اکتوبر ۱۹۱۶ء)

اسلامی طلاق۔ قطع تعلق میں روکاوٹیں

ہر عقلمند انسان جو اسلامی شریعت کا بغور مطالعہ کریگا۔ وہ لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچیگا کہ حضرت شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق کی اجازت کو اسطرح مشروط بہ شرائط کیا ہے۔ کہ ایک طرف تو طلاق کے اختیار کو چند قیود کے ساتھ محدود کیا ہے اور دوسری طرف فریقین کو موقعہ دیا ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں تو باہمی مصالحت کر لیں۔

اسلامی فقہ نے طلاق کے کئی اقسام مقرر کیئے ہیں۔ مگر سب سے پسندیدہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدقہ طریق طلاق وہ ہے جسے طلاق کی احسن قسم کہتے ہیں*

---

* فتاویٰ عالمگیری میں اس قسم کی طلاق کی تعریف مفصلہ ذیل الفاظ میں کیگئی ہے فالاحسن ان یطلق امراتہ واحدۃ رجعیۃ فی طھر لم یجامعھا فیہ ثم یترکھا حتّٰی تنقضی عدتھا او کانت حاملا قد استبان حملھا (ترجمہ) احسن طلاق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو طہر کی حالت میں جب کہ وہ اُسکے پاس نہ گیا ہو ایک رجعی طلاق دے۔ پھر اُسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اُسکی عدّت پوری ہوجاوے یا اگر حاملہ ہو تو اُسکا حمل ظاہر ہوچکا ہو۔

اب اس طلاق میں تین شرائط ہیں اور ہر شرط کا یہ منشاء ہے کہ حتی الامکان قطع تعلق نہ ہو۔ چنانچہ وہ شرائط حسب ذیل ہیں:۔

(۱) میاں صرف ایک مرتبہ طلاق دیتا ہے۔ اور اس حد بندی کی غرض یہ ہے۔ کہ جب مرد کا غصّہ فرد ہو اور وہ سمجھ سے کام لینے کے قابل ہو۔ تو وہ رجوع کرے۔ ✤

(۲) طلاق ہمیشہ بیوی کے طہر کی حالت میں دینی چاہیئے۔ جبکہ تعلقات زن وشوئی میں کوئی امر مانع نہ ہو حیض کی حالت میں یا آپس کے تعلقات ہونیکے بعد طہر کی حالت میں طلاق۔۔ جائز نہیں۔ ※

(۳) خاوند کو اظہار طلاق کے بعد تین ماہ تک اپنی بیوی سے تعلقات جماع سے بچنا ضروری ہے۔ ※

ایک صحیح حدیث ان آخری دو نو شرائط کی حکمت پر روشنی ڈالتی ہے۔ عبد اللہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی اور اسکی حضرت رسول کریم ؐ کو رپورٹ پہنچی۔ آپؐ نے ناراض ہوکر فرمایا۔ کہ عبد اللہ بن عمر کو کہو کہ وہ اس کو

✤ اس شرط کو الغزالی نے اس طرح واضح کیا ہے لان الطلقة الواحدة بعد العدة تفيد المقصود ويستفيد بها الرجعة ان ندم في العدة وتجديد النكاح ان اراد بعد العدة (احیاء العلوم جلد ثانی صفحہ ۳۹) (ترجمہ) یعنی کیونکہ عدت کے شمار میں ایک طلاق دینے سے مقصود پورا ہوجاتا ہے اور اسمیں فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر عدت کے اندر نادم ہو تو رجوع کر سکتا ہے۔ اور اگر بعد عدت کے اُسے رکھنا چاہے تو تجدید نکاح کے ذریعہ رکھ سکتا ہے۔

※ الغزالی فرماتے ہیں۔ فان الطلاق في الحيض او الطهر الذي جامع فيه بدعي حرام (ترجمہ) یعنی جو طلاق حیض میں دیجاوے یا ایسے طہر میں جس میں وہ اپنی بیوی کے پاس گیا ہو بدعت اور حرام ہے۔

※ یہ تین مہینے عدت کہلاتے ہیں اور مطلقہ عورت کو لازم ہے کہ یہ تین مہینے انتظار کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروء۔ لفظ قروء سے بعض حیض مراد لیتے ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے مراد حیض کے بعد کا طہر ہے۔ آخری معنی درست معلوم ہوتے ہیں اور حضرت عائشہ رض سے بھی یہی مروی ہے۔ آپ نے فرمایا انما الاقراء الاطہار۔

اپنے پاس رکھے حتیٰ کہ وہ پاک ہوجاوے اور پھر حیض آوے اور پھر پاک ہوجاوے
پھر اگر وہ مناسب سمجھے تو اسکو طلاق دیدے۔ لیکن اُسے یہ سب کچھ طہر کی حالت
میں کرنا چاہیئے جبکہ اس طہر میں جماع بھی نہ کیا ہو۔ اور یہی عدت کا وقت ہے،
جسکے لئے اللہ نے حکم دیا ہے۔

اس حدیث پر مشکوٰۃ کے فاضل محشی نے یہ لکھا ہے "و دریں حدیث
دلیل است برحرام بودن طلاق درحالتِ حیض بجہت آنکہ مبادا اطلاق
از جہت کراہت طبع و نفرت آں دادہ باشد نہ برائے مصلحتے کہ دیدہ است
دراں و در حالتِ طہر ایں احتمال منتفی است" اور اتنی لمبی مُدّت تک
کے لئے جماع سے روکنے کا مدعا یہ ہے کہ وہ اچھی طرح سے طلاق کے متعلق غور و
خوض کرلیں اور شائد کہ وہ اس مُدت کے اندر اندر توبہ کرکے رجوع کرے۔

اس عدت میں دونوں کے درمیان نکاح قائم رہتا ہے اور خاوند کو
اپنی بیوی پر اختیار ہوتا ہے کہ وہ بغیر اسکی اجازت کے پاس جاوے اور بیوی
کے طور پر اس سے سلوک کرے۔ لیکن اس کا یہ فعل رجوع شمار ہوگا۔ عدت کی حالت
میں مرد پر فرض ہے۔ کہ وہ عورت کو اپنے گھر میں رکھے خواہ علیحدہ کمرے میں ہی
کیوں نہ ہو اور اس کی خبر گیری کرے۔ قرآن شریف اس معاملہ میں صاف طور
پر فرماتا ہے۔ یاَیُّھَا النَّبیُّ اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن
واحصوا العدۃ واتقوا اللہ ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن
ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃٍ مبینۃ ۔۔۔۔ اسکنوھن من
حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن
وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن فان
ارضعن لکم فاتوھن اجورھن واتمروا بینکم بمعروف
(الطلاق - رکوع ۱) اے نبی۔ جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انکی عدت
کے وقت طلاق دو اور عدت کو گنو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے،

اور انکو انکے گھروں سے مت نکالو اور وہ نہ نکلیں مگر اس صورت میں کہ کھلی کھلی بےحیائی کا کام کریں...... انکو رکھو جس طرح تم خود رہتے ہو اپنے مقدور کے مطابق۔ اور انپر تنگی کرنے کی نیّت سے انکو دکھ نہ دو۔ اور اگر حمل والی ہوں تو وضع حمل تک انپر خرچ کرو۔ پس اگر وہ تمھارے کہنے سے دودھ پلائیں تو انکی مزدوری انکو دو اور آپس میں اچھی طرح کے ساتھ موافقت رکھو۔ اگر خاوند ایک یا دو طلاقیں دے چکا ہے۔ اور عدت کے عرصہ میں اپنی بیوی سے بالکل الگ رہا ہے۔ اور رجوع نہیں کیا۔ تو عدت گذرنے پر رجوع کا اسے کوئی حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح دونو کے درمیان پوری علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اور پھر آپس میں تعلّقات پیدا کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ دوبارہ نکاح پڑھا جاوے۔

یہ ظاہر بات ہے۔ کہ اس قسم کی طلاق کی غرض یہی ہے۔ کہ دونو میں صلح اور طلاق سے دست برداری کا پورا پورا لحاظ رکھا جاوے۔ لیکن پھر بھی اگر وہ اس سے فائدہ نہ اٹھانا چاہیں۔ اور ایک دوسرے سے علیحدگی کا پختہ ارادہ کرلیں۔ اور خاوند تیسری مرتبہ طلاق دے اور نکاح کو پورے طور پر فسخ کردے۔ تب مطلقہ عورت اسکے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ یہانتک کہ وہ مطلقہ عورت اپنی خوشی سے کسی اور شخص سے شادی کرے۔ اور اسکے بعد وہ بھی اسے اپنی مرضی سے ویسے ہی طلاق دے اور عدت کو پورا کرے تب کہیں انہیں دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

ان سخت شرائط پر نکتہ چینوں نے بہت سے حاشیے چڑھائے ہیں۔ لیکن وہ اس بات کو بھول گئے ہیں۔ کہ یہی سختی بتلا رہی ہے۔ کہ اصول اسلام طلاق کو آخری ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ایسے قانون کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ انکی غیرت کے جذبات سے اپیل کرکے انکو فسخ نکاح سے روکا جاوے۔

سید امیر علی اسکے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔ ساٹیریا اور سیڈیلاٹ اس بات میں اسلامی عالموں سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ یہ قانون ملک عرب میں بیچ در پیچ

طلاقوں کے روکنے کی غرض سے بنایا گیا تھا۔ سیڈیلاٹ اسکو عقلمندانہ تدبیر کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ کیونکہ اس سے طلاق جزیرہ نماءعرب کے مشرکوں اور عبرانیوں کے درمیان شاذ ونادر کے طور پر ہوگئی تھی۔ ساٹیریا بیان کرتا ہے۔ کہ اس رکاوٹ کی غرض یہ تھی کہ غیرت مند۔ احساس رکھنے والی مگر نیم مہذب قوم کو انکے عزت کے جذبات سے اپیل کر کے قابو میں کیا جاوے۔ (پرسنل لاء آف محمڈنس صفحہ ۳۳۵)

سر ولیم میور کا یہ خیال غلط ہے۔ کہ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ کہ مطلقہ عورت اپنے پہلے خاوند سے دوبارہ شادی کرنے کے لیئے ایک اور شخص سے مقررہ وقت کے لئے شادی کرلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو نہایت ہی ناپسند کیا ہے۔ کہ ایک مطلقہ عورت کسی شخص سے یہ وعدہ کر کے شادی کرے۔ کہ وہ اسکو طلاق دیدیگا۔ تاکہ وہ پہلے خاوند سے نکاح کر سکے۔

ترمذی کی ایک حدیث میں جو ابن مسعود سے مروی ہے لکھا ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقررہ عرصے والے خاوند اور پہلے خاوند دونو پر لعنت کی ہے۔ جو اپنی عزت اور غیرت کے قوانین کو بالائے طاق رکھ کر ایک حرام شادی کو حلال بنانے کیلئے آپس میں سمجھوتا کرتے ہیں۔

طلاق کی دوسری طرز پر بھی چند الفاظ لکھنے ضروری ہیں۔ جسے طلاق بدعی کہتے ہیں۔ اسکی رو سے طہر کی حالت میں تین دفعہ طلاق دینے سے طلاق وارد ہو جاتی ہے خواہ وہ ایک ہی دفعہ دیگئی ہوں یا تین مختلف موقعوں پر۔ کہتے ہیں کہ یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن خطا کاری ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے (فتاویٰ عالمگیری میں اسکی یہ تعریف ہے ان یطلقھا ثلثا فی طھر واحدٍ بکلمة واحدة وبکلمات متفرقة.... فاذا فعل

ذٰلک وقع الطلاق وکان عاصیا- جلد ثانی صفحہ ۶۴) طلاق بدعی یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو ایک ہی طہر میں ایک ہی کلمہ کے ساتھ یا متفرق کلموں کے ساتھ تین طلاقیں دے- پس جب انسان ایسا کرے- تو طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن ایسا کرنے والا گنہگار ہوتا ہے- یہ بعد کی ایجاد ہے- اور بعض علماء کے نزدیک خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے عہد میں اس کا رواج شروع ہوا اور سیّد امیر علی کے نزدیک دوسری صدی ہجری میں طرز ایجاد ہوئی جبکہ بنی اُمیّہ کے ظالم لوگوں نے قانون کی اسقدر سختی سے بچنے کی راہ اختیار کی- اور بہانہ سازی سے کام لیا یاد رہے- کہ شیعہ و مالکی صاحبان کے نزدیک طلاق بدعی جائز نہیں- طلاق بدعی کا ایک اور بے قاعدہ طرز بھی بیان کیا جاتا ہے جسے سربرآوردہ علماء اسلام نے تسلیم نہیں کیا- یہ طلاق اس طرح ہوتی ہے کہ طلاق عورت کو حیض کے ایام میں دیجاوے- یا طہر میں جسمیں وہ اپنی بیوی کے پاس گیا ہو- اور فقہاء اس طلاق کو صرف ایک طلاق قرار دیتے ہیں- طلاق دینے پر لازم ہے- کہ بیوی کو اپنے گھر میں رکھے- تاکہ وہ عدّت پوری کرے-

(فتاوی عالمگیری میں اسکے متعلق لکھا ہے- ان یطلق المدخول بھا وھی من ذوات الاقراء فی حالۃ الحیض او فی طھر جامعھا فیہ وکان الطلاق واقعا ویستحب لہ ان یراجعھا والاصح ان الرجعۃ واجبۃ ھکذا فی الکافی) جس عورت سے اس کا خاوند صحبت کر چکا ہے اور وہ حیض کی حالت میں ہو یا طہر میں ہو اور طہر میں اسکے پاس جا چکا ہو- ایسی عورت کو اگر طلاق دیجائے تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اسکے لئے مستحب ہے کہ رجوع کرے- اور زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ ایسی حالت میں رجوع کرنا واجب ہے- کافی میں بھی اسی طرح ہے-

یہ ماننا پڑتا ہے- کہ فی زمانہ بعض قوانین طلاق میں جو اب مسلمانوں میں رائج ہیں- غیر مناسب نرمی کا باعث ہمارے بعض مسلمان علماء ہی ہوئے ہیں

جو یا تو مذہبی طور پر اپنے آپکو صرف قانون کے لفظوں تک ہی محدود رکھنے کی خواہش رکھتے تھے۔ یا اپنے آپکو شریعت کے متعلق باریک بین ثابت کرنا چاہتے تھے ورنہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلاق کیلئے بہت سی رُکاوٹیں اور شرائط لگائی جاتی تھیں چنانچہ ایک ہی دفعہ تین طلاق کا اظہار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت ہی ناپسند تھا۔ اسکے متعلق نسائی سے مشکوٰۃ المصابیح میں ایک حدیث نقل ہے کہ رسول کریمؐ کو کسی شخص کے ایکدفعہ اور ایک ہی وقت میں اپنی بیوی کو طلاق دینے کی خبر پہنچی اسپر آپ غضبناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔ کہ کیا وہ کلام الٰہی سے ٹھٹھا کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ مَیں ابھی تم میں موجود ہوں؟ پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی طریق طلاق پسند تھا۔ جس میں تین علیحدہ علیحدہ طلاقوں کا ذکر ہے۔ اور اسکی غرض و غائت جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یہی تھی۔ کہ دونو آپس کے تعلقات کو از سرِ نو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور ہمیشہ کی جُدائی سے بچیں ✻۔ لیکن قوانین کی نرمی سے جو خرابیاں پڑنے کا احتمال ہے۔ انکا انسداد جیسا کہ ہندوستان میں کیا گیا ہے۔ یہ ہوسکتا ہے۔ کہ اور جائز قیود لگا دیجاویں مثلاً عورت یا اس کا ولی شادی کے وقت خاوند سے وعدہ لیلے۔ کہ وہ طلاق دینے سے باز رہیگا۔ یا کہ اسقدر زیادہ مہر مقرر کیا جاوے۔ جو خاوند کو طلاق دینے سے باز رکھے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ عورت کو بعض خاص جائز حالتوں کے ماتحت خلع کرانیکا اختیار دیا جاوے۔

دورانِ طلاق میں خاوند کے دست آز سے عورت کے مال و اسباب کی حفاظت کیلئے بھی اسلامی شریعت نے انتظام کیا ہے۔ اگر طلاق مرد کی طرف سے واقع ہوئی ہے تو اسپر لازم ہے کہ وہ بیوی کی تمام جائداد مع مقرر شدہ مہر کے اُسکے حوالے کرے۔ اور اگر عورت بغیر کسی معقول عذر کے علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔ تو اسکو اپنے مہر سے دست بردار ہونا پڑیگا۔ سید امیر علی کا قول ہے کہ اس طرح عورت مرد کی نسبت زیادہ فائدہ میں رہتی ہے ؛

✻۔ یہ خیال اس سے لیا گیا ہے۔ کہ الطلاق مرتان یعنی طلاق دو دفعہ ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ دو طلاقوں کے درمیان کچھ عرصہ ضرور ہونا چاہیئے ؛

حضرت احمدؑ قادیانی کے انذاری اعلانات

(مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کے انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

آپ کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت

بہت مدت نہیں گذری۔ کہ ہم خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ زمین کی پیداوار بڑی افراط سے ہوتی تھی۔ آسمان وقت پر مینہ برساتا تھا۔ دنیا بھر میں قسم قسم کے کارخانے جاری تھے اور دن رات اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔ انسان مال و متاع کے انبار لگانے میں ہر وقت سرشار و منہمک تھا۔ سائنس نے اپنی خدمات ابن آدمؑ کے سپرد کر رکھی تھیں۔ اور یہ پیکرِ خاکی مختلف علوم و فنون کی مدد سے نت نئے معجز نمائیاں کرتا اور چشمِ عالم کو محوِ تماشا بنا رہا تھا۔ ہر طرف راحت و مسرت کا دورہ تھا۔ زمین اس کے دلفریب عجائباتِ صنعت سے ایک گلزار پُربہار بنی ہوئی تھی نہ کوئی وبائیں تھیں نہ جنگیں۔ نہ بدامنیاں تھیں نہ کوئی اور تشویش خیز خرخشے جو انسان کے امن و عافیت میں خلل انداز ہوں دنیا بڑی سرعت سے شاہراہِ ترقی پر گام زن تھی۔ ہر دن نئی تحقیقاتیں پیش کرتا اور ہر صبح ایک سے ایک بڑھکر تحیرّ خیز انکشافات اپنے ساتھ لاتی تھی۔ جدھر نظر اٹھاکر دیکھو راحت ہی راحت اور جس پہلو سے خیال کرو خوشی ہی خوشی کے سامان دکھلائی دیتے تھے۔ غرض ہر طرح یہی معلوم ہوتا تھا کہ انسان اپنے پیمانۂ عیش و مسرت کو لبریز کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے گا۔

تصویر کا تاریک پہلو

لیکن اِن حالات میں چشمِ بصیرۃ کے لئے تصویر کا ایک رُخ تاریک بھی تھا یعنی صدق و حق دنیا کے پردہ پر عنقا صفت ہوگیا تھا اور یقین و ایمان مفقود۔ اور خدا کے برگزیدہ رسولؐ کی پیشگوئی کے مطابق ایمان دنیا سے اُٹھ کر ثریا پر جاچکا تھا۔ خدائے قادرِ مطلق اور ارض و سماوات کا خالق برحق دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہوگیا تھا۔ معبود حقیقی کے سچے پرستار بلکہ

اسکو جاننے اور ماننے والے تک جیسا کہ جاننے اور ماننے کا حق ہے۔ النادر کالمعدوم تھے۔ مادہ پرستی اور دہریت کا چاروں سو زور شور تھا۔ بہتیرے ایسے تھے جو سرے سے خدا کے وجود ہی کا کھلم کھلا انکار کرتے تھے۔ اور وحی و الہام الٰہی کے خیال کو بھی بنظر حقارت دیکھتے اور اُس کا مضحکہ اُڑاتے تھے۔ پھر جو خدا کی ہستی پر ایمان رکھنے کے دعویدار تھے وہ بھی سچے اور زندہ خدا سے ایسے ہی بیگانہ و بےخبر تھے جیسے اُس ہستی اعلیٰ کے منکر۔ بلکہ اُن میں سے بہتوں نے ناچیز و ناتوان اور فانی انسانوں کو ہی اپنا خدا بنا رکھا تھا اور مثل معبود اُسکی پرستش کرتے تھے۔ پھر بہتیرے ایسے تھے جو خدا کو مانتے تو تھے مگر اُن کا ایمان اُس کی ذات پر محض برائے نام اور بالکل کھوکھلا تھا۔ مسیح ناصریؑ کے وقت میں جو حالت ذیبیوں کے دین و ایمان کی تھی اس سے کچھ بہتر حالت ان لوگوں کے ایمان کی نہ تھی۔ اور چونکہ ایمان دنیا سے ناپید ہو گیا تھا اسلئے بھل بھی مفقود تھے۔ ناخدا ترسی و غفلت بے انصافی و معصیت کا طوفانِ بےتمیزی ہر طرف موجزن تھا اور طرح طرح کے مفاسد کا چاردانگ عالم میں ڈنکا بج رہا تھا۔ رُوحانیت کا آفتاب غروب ہو چکا تھا اور زمین پر جدھر نظر دوڑاؤ تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ گویا کرۂ ارض پر ایک گھٹا ٹوپ اندھیری رات کا عملی دخل تھا۔ جسمیں چاند تو چاند ستارے تک ماند اور بےنور ہو چکے تھے۔ نسل انسانی خدا سے مُنہ موڑ کے بالکل رُو بہ دنیا ہو گئی تھی۔

آسمانی پیغامبر کی ضرورت

اگر فی الواقعہ کوئی ایسا خدا ہے جو اگلے وقتوں میں انسانوں پر اپنے آپکو ظاہر کرتا رہا اور انہیں ظلمت سے نکالکر نور کی طرف لانے کیواسطے اپنے رسول مبعوث فرماتا رہا تو بالیقین اب بھی ویسا ہی وقت تھا اور بالکل وہی ضرورت تھی کہ خدا اپنے کسی مامور کے ذریعہ بندوں کو اپنا چہرہ دکھلائے۔ بلکہ اس زمانہ کی ضرورت اُن زمانوں سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ کیونکہ خدا کی ہستی کا انکار جس کثرت اور جس صراحت سے اس وقت کیا گیا ایسا پہلے کبھی نہیں

کیا گیا تھا۔ خدا کے عقیدہ بلکہ خیال تک کا مضحکہ اڑانے والے جتنے زیادہ زمانہ موجودہ میں پیدا ہو گئے تھے چشم عالم نے اتنے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے وحی والہام اور نبوّت ورسالت کی جو بے توقیری اور تضحیک اس دورِ آخر میں کی گئی اسکی نظیر ازمنۂ ماضیہ میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ لوگ علانیہ پوچھتے تھے کہ اگر خدا اگلے وقتوں میں کلام کیا کرتا تھا تو اب کیوں نہیں اپنے بندوں سے ہم کلام ہوتا؟ اور افسوس کہ وحی والہامِ الٰہی کا عقیدہ رکھنے والوں کی جانب سے اس کا کوئی معقول جواب نہ ملتا تھا بجز اسکے کہ اب اس نے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے اور تو اور خود مسلمان بھی جو خاتم الکتب (قرآن مجید) کے وارث کہلاتے ہیں وحی والہام کے بارہ میں سراسر غلط خیالات کا شکار ہو چکے تھے۔ اور اگرچہ ان میں بہتیرے ایسے بزرگ ہو گذرے ہیں جو اپنے وقت میں مکالمہ ومخاطبہ کے انعام سے مشرف ہوئے۔ تاہم وہ بھی اس معاملہ میں حقیقت سے اسقدر دُور جا پڑے تھے کہ ان میں سے بعض نے یہاں تک کہدیا کہ الہام محض کسی خیال کے سوجھ جانے یا دل میں ایک بات پیدا ہو جانے کا نام ہے اور بس۔ ان کے نزدیک جتنے ملہم من اللہ ہوئے وہ معاذ اللہ فریب خوردۂ نفس تھے یا ایک طرح کے خبط میں مبتلا۔ ان لوگوں میں کئی ایسے بھی تھے جنھوں نے وحی متلو کا قطعاً انکار کر دیا اور انکی آنکھوں پر اپنے ہی خیالاتِ خام کا ایسا پردہ پڑا کہ قرآن مجید کی نسبت بھی اسی قسم کے عقائد فاسدہ ظاہر کرنے لگے۔ انھوں نے بے دھڑک کہدیا کہ وہ بھی لفظ بلفظ نازل نہیں ہوا بلکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو محض اس کلام کا مفہوم وماحصل بطور خیالات کے سوجھتا رہا۔ اور پھر حضور معاذ اللہ اپنی طرف سے اُن خیالات کو الفاظ کا جامہ پہنا کر لوگوں کو سناتے رہے۔ مسلمانوں کے مشہور لیڈر اور محمڈن کالج علیگڈھ کے بانی سر سید احمد خان کا بھی یہی مذہب تھا جب سر سید جیسے فاضل شخص وحی والہام کے متعلق ایسے خطرناک عقائد اور غلط خیالات میں مبتلا ہو جائیں تو بآسانی اندازہ ہو سکتا

ہے کہ عام مسلمان روحانیت کے متعلق کیسی کچھ گہری تاریکی کے گڑھوں میں پڑے ہوئے ہونگے ؛

جب دنیا بھر میں جہالت وضلالت کی نوبت یہانتک پہنچ گئی اور خود اسلامی دنیا بھی انتہائی تاریکی میں پڑی ٹکریں مار رہی تھی تو کیا اُسوقت بھی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ خدائے تعالیٰ ایک بار پھر اپنی مخلوق کو اپنا چہرہ دکھلائے۔ اور زمین ایکدفعہ اور اُس کی پُرشوکت وجلال آواز سے گونج جائے ؟ اگر خدا اب بھی سچ مچ خاموش رہتا جیسا کہ لوگوں کا غلط خیال ہے اور اگر وہ نسل انسانی پر اپنی ہستی کو اسی طرح ظاہر نہ کرتا جیسا کہ وہ پہلے اپنے آپکو ظاہر کرتا رہا ہے۔ تو یقیناً وہ تمام صداقتیں جو بنی آدم کے واسطے وسیلۂ نجات ہیں یعنی ایمان باللہ یا ہستی باری تعالیٰ کو مع اسکی تمام صفات کاملہ کے ماننا یا ایمان بالرسل یعنی اس کے ماموروں مرسلوں کی تصدیق۔ کتب مقدسہ کے منجانب اللہ ہونے کا عقیدہ۔ ایمان بالملائکہ اور حشر ونشر وغیرہ ساری باتیں انسان کے لئے رازہائے سربستہ کی طرح رہتیں۔ روحانی امور میں انسان کی غفلت وجہالت حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ جسکے سبب خدا فراموشی اور الحاد حیرت انگیز درجہ تک بڑھ گیا تھا حتیٰ کہ خدا کو بھی معاذ اللہ ایک وہمی وجود۔ یا ذہنی فسانہ کہا جاتا تھا جسے اگلے وقتوں کے توہم پرست لوگوں نے گھڑ لیا ہے۔ اور خدا کے تمام انبیاء ورسل (نعوذ باللہ) فریبی مکار سمجھے جانے لگے تھے۔ ساری دنیا اسی تاریکئ جہالت وضلالت میں پڑی ہوئی اندھا دھند ہاتھ پاؤں مارتی تھی۔ اور انسان کے نہ صرف اعمال بلکہ عقائد اور مذہبی خیالات تک فاسد ہو چکے تھے۔ زمین گویا بالکل مردہ ہو چکی تھی بطلق بے جان اور ایسی مردہ کہ ایک اعلیٰ ترین درجہ کا پیغامبر آسمانی اور مرسل یزدانی ہی اسکو از سر نو زندہ کر سکتا تھا۔ یہ قدیم سے سنت اللہ چلی آئی ہے۔ کیا عالم مادیات میں اور کیا روحانیات میں کہ جب زمین بالکل مردہ ہو جاتی ہے تو

خدائے تعالیٰ مردہ زمین کو پھر زندہ کرنے کیلئے آسمان سے پانی نازل فرماتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی اللہ پاک کی ایک سنت قدیمہ ہے کہ تاریکی کے بعد ضرور روشنی آتی ہے اور رات کے بعد دن نکلتا ہے۔ پس جب روحانی پانی کا امساکِ باران دنیا میں اپنی حد کو پہنچ گیا ہو تو ہمیں قدرتاً توقع ہوتی ہے کہ اب ضرور آسمان سے روحانی بارش ہوگی اور جب انسان روحانی اندھیرے میں پڑا بھٹکتا ہو تو ہم کو طبعاً یہ امید بندھتی ہے کہ اب کوئی روحانی آفتاب مشرق سے طلوع ہونے کو ہے۔

خدا نے دنیا کی یہ ضرورت پوری کر دی

پس خدا نے اپنی اس قدیم سنّت کے مطابق آسمان سے روحانی بارش نازل فرمائی اور ایک روحانی مہر عالمتاب کو سرزمین مشرق سے چڑھا دیا تاکہ اس ظلمت کدۂ دہر کو اپنی شعاؤں سے منوّر کرے۔ وہ بارش ایسی ہی افراط سے ہوئی جتنی زیادہ دنیا کو اس کی ضرورت تھی اور وہ سورج جو مشرق سے طلوع ہوا اسقدر روشن و پُر نور تھا کہ تیرہ سو برس سے کوئی مہر منیر اسکی نظیر نہ ہوا تھا۔ وہ آفتاب۔ احمد قادیانی ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور وہ آسمانی پانی جو اسکے ساتھ نازل ہوا وحی الٰہی تھی جو مامور ہونے سے تادم وصال بارش کی طرح اس پر نازل ہوتی رہی۔ اس زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ کسی طرح دل کے اندھوں کی آنکھیں کھُلیں اور وہ خدائے تعالیٰ کو اس کی پوری شوکت و جلال میں دیکھ سکیں۔ اِس غرض کے لئے اُس نے اپنی برگزیدہ بندہ کو شرف مکالمہ و مخاطبہ عطا فرمایا۔ یعنی اس سے ہم کلام ہوا اور آئندہ ظہور میں آنیوالے واقعات سے متعلق غیب کے بڑے بڑے گہرے راز بذریعہ الہام اسپر کھولے۔ اُس نے آپ پر سالہا سال پہلے ظاہر فرما دیا کہ دنیا میں ایک عظیم الشان تبدیلی اور حیرت انگیز انقلاب ہونیوالا ہے آپکی بعثت پیش خیمہ تھی ایک دورِ جدید کا۔ کیونکہ اس ظہور پاک کی برکت سے ایک نئی زمین نیا آسمان اور گویا سارا انتظام عالم ہی نیا بننے والا تھا۔ قدرت خدا کے ایک سے ایک۔

بڑھکر کرشمے اور عجیب و غریب کام وقوع میں آنے تھے تاکہ دنیا جان لے کہ یہ آغاز ہے نئے دَور کا۔ اہلِ دنیا خوابِ غفلت میں پڑے سوتے تھے اُنکو جگانے اور اُس مرسلِ یزدانی کے ظہور سے آگاہ کرنے کے لئے جو آدمِ ثانی بنکر نسلِ انسانی کی تجدید کیلئے برپا کیا گیا زمین پے درپے شدید زلازل کے ذریعہ اپنی بنیادوں تک ہلا ڈالی گئی۔ لوگوں کی تمام تر توجہ اور سعی وہمت دنیائے فانی کے بکھیڑوں کے لئے وقف ہو رہی تھی اور وہ شب روز دھن دولت ہی کے سمیٹنے میں مصروف و منہمک تھے۔ پھر بھلا سفلی اغراض کے غلام اُس آسمانی قرنا کی آواز پر کس طرح کان دھرتے؟ اُنہیں تو مکروہاتِ دنیوی سے ہی سر کھجانے تک کی فرصت نہ تھی وہ دن رات چلاّ چلاّ کر انہیں پکارتا رہا۔ اُس نے انکو بڑے زور سے بلایا کہ آؤ میری کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ اس نے مخلوق کو خبردار کیا کہ وہ دن قریب ہیں جبکہ دنیا اُس سے کہیں زیادہ مصائب کا مُنہ دیکھے گی جو پہلے کبھی پیش آئی ہونگی۔ اور فرمایا کہ ان آفات اور مصیبتوں کے طوفان بلاخیز سے بچنے کا آج ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ میری یہ کشتی ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے تیار کی گئی ہے۔ خدا کے اس برگزیدہ مرسل کو چند لاکھ انسانوں نے تو قبول کیا اور اسکی آواز پر لبیک کہا مگر باقی مخلوق نے اُس کی بات کان دھر کر سنی تک نہیں۔ آخر وہ خطرہ کی گھڑی جس سے ڈرایا گیا تھا آن پہنچی مگر اسکی آمد ایسی اچانک نہ تھی کہ کسی کو خبر ہی نہ ہو بلکہ خدا کے مامور نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی کہ زمین پر طرح طرح کی آفتیں نازل ہونگی۔ چنانچہ اس کی پیشگوئی کے مطابق وہ آفتیں نازل ہوئیں اور اسکے مُنہ کی ساری باتیں لفظ بہ لفظ پوری ہو کے رہیں۔ ان مصائب کا نزول یکے بعد دیگرے ہُوا اور انکا اس طرح ایک ایک کر کے آنے میں حکمت و مصلحتِ الٰہی یہ تھی کہ تا لوگ عبرت حاصل کریں اور توبہ و رجوع الی اللہ کے ذریعے اپنے آپکو آنیوالی بلاؤں سے بچا سکیں۔ اور ایسا ہی ہُوا بھی۔ کیونکہ بہت سے سعید الفطرۃ انسانوں نے خدائے ذوالجلال کے زبردست نشانات اور قہری تجلیات سے فائدہ اٹھا کر آپ کو

موعود امام آخر زمان مان لیا۔ لیکن اکثر و بیشتر حرمان نصیب ہی نکلے جو اپنی ضد پر اڑے رہے۔ نہ انہوں نے کسی نشان سے فائدہ اُٹھایا نہ عذاب الٰہی سے خوف کھایا نہ اس فرستادہ برحق کو قبول کیا ؛

سب سے پہلا عذاب الٰہی جو حضرت احمدؑ آخر زمان کی پیشگوئی کے مطابق لوگوں پر نازل ہُوا وبائے طاعون تھی۔ آپؑ اپنے اہل وطن کو ایک دفعہ سے زیادہ متنبہ فرما چکے تھے کہ ملک میں طاعون پھوٹنے والی ہے اور وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ خدا کے حضور گریہ وزاری اور توبہ کرو۔ اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کر کے دکھلاؤ تاکہ وہ تم پر رحم فرمائے اور تم اس عذاب سے بچائے جاؤ ؛

حضورؑ نے کس کس طرح بڑی دردمندی و دلسوزی کے پیرایہ میں بنی نوع کو آئندہ کے خطرات سے آگاہ فرمایا اور انہیں توجہ دلائی کہ خدائے قہار سے صلح کر لو تاکہ وہ اس عذاب کو تم پر سے ٹال دے۔ اس کا کسی قدر اندازہ ناظرین کرام ذیل کے اقتباس سے کر سکیں گے جو آپ کے اشتہار مورخہ ۶۔ فروری ۱۸۹۸ء سے لیا گیا ہے۔ جسمیں آپؑ فرماتے ہیں :۔

"یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازے پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجالاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے۔ لیکن اُس کا غضب بھی کھا جانیوالی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و اٰمنتم۔

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے | نمی پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے | کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفارست و ستارے
گراں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے | ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تاباں سیہ گشت است از بدکاری مردم | زمیں طاعوں ہمی آرد پئے تخویف و انذارے
بہ تشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی | علاجے نیست بہر دفع آں جز حُسن کردارے
نشاید تافتن سر زاں جناب عزت و غیرت | کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے
من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن یارے | خرد از بہر ایں روز ست اے دانا و ہشیارے

اگرچہ یہ اشتہار بڑی کثرت سے شائع کیا گیا لیکن بہت ہی کم لوگوں نے اسپر توجہ کی اور انجام کار یہ ہوا کہ احمد علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق وبائے طاعون پھوٹی اور اطراف ملک میں پھیلی اور ہندوستان بھر میں کئی سال سے اسکے تباہ کن حملے نسل انسانی کا صفایا کر رہے ہیں۔ اور خاصکر پنجاب میں اس کا زور زیادہ رہا ہے۔

یورپ اور دیگر مسیحی ممالک میں ایک مہلک وبا پھیلنے کے متعلق احمد علیہ السلام کی پیشگوئی

احمد علیہ السلام نے صرف یہی ایک پیشگوئی نہیں کی کہ ہندوستان میں طاعون پھیلے گی بلکہ آپ نے ایک اور بڑی زبردست پیشگوئی اس بارہ میں بھی کی تھی کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک خطرناک وبا نمودار ہوگی چنانچہ اُس وحی الٰہی کے اصل الفاظ جو حضور نے ۱۳- مارچ ۱۹۰۶ء کو شائع فرمائی۔ اور جسمیں یورپ و دیگر مسیحی ممالک کے اندر ایک قسم کی پلیگ پھیلنے کے متعلق پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ حسب ذیل ہیں:-

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی"

یہ پیشگوئی رسالہ ہٰذا میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہے۔ اردو و انگریزی ریویو کے علاوہ سلسلہ عالیہ کے دیگر اخباروں و رسالوں اور پمفلٹ و اشتہار کی شکل میں بھی بکثرت اسکی اشاعت ہو چکی ہے۔ حضرت احمدؑ علیہ السلام نے ہندوستان کے اندر اور بالخصوص پنجاب میں طاعون پھوٹنے کی قبل از وقت خبر دی اور واقعات نے اسے سچ کر دکھلایا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ سے بذریعہ وحی اطلاع پا کر آپ نے یہ پیشگوئی کی کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی۔ اب جبکہ آپؑ کی اور بہت سی پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں تو اس پیشگوئی کے بھی سچا ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے؟

طاعون سے خبردار کرنے کی غرض و غایت

ان پیشگوئیوں کی قبل از وقت اشاعت سے دراصل دو غرضیں مدّ نظر ہوتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ لوگ آنے والے خطرہ سے آگاہ ہو جائیں اور انمیں خشیۃ اللہ سے کام لیکر اعمال صالحہ بجا لائیں نیز خدائے تعالیٰ کے حضور اس خطرہ سے

بچائے جانے کے لئے دست بہ دعا ہوں۔ پھر اپنی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بھی کریں وہ اُس ارحم الراحمین کی پناہ میں آکر آفات سے محفوظ رہ سکیں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کے اِن الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے جو آپ نے اپنے ابنائے وطن کو ایک سخت وبا پھیلنے کی خبر دیتے ہوئے رقم فرمائے تھے :۔

گراں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز و بیندے ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

اب جیسے کہ ہندوستان کے متعلق پہلے سے خبر دی گئی تھی اسی طرح یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں کے بارہ میں بھی آپ نے اپنا انذاری اعلان شائع فرما دیا تھا تاکہ اُن اقطاعِ عالم کے لوگ اس ندائے آسمانی کو کان دھر کے سنیں اور نزولِ بلا سے قبل اپنی اصلاح کر لیں کیونکہ سوائے خدا سے ڈرنے اور اسی کی طرف رجوع کرنے کے اس عذاب سے بچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ع

"حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ توّاب ہے"

کاش یورپ اور دیگر مسیحی ممالک کا کوئی خیر اندیش مسیح موعودؑ کے اس انذار کو اُن علاقوں میں کثرت کے ساتھ شائع کر دے تاکہ لوگ آنیوالے خطرہ سے پہلے ہی متنبہ ہو جائیں۔ مسیحی ممالک کے بارہ میں اس اعلان کی بار بار تشہیر سے ہم تو اپنا فرض ادا کر چکے۔ اب ہماری دلی خواہش ہے کہ حضرت احمد کا یہ پیغام مسیحی دنیا کے ہر فرد و بشر کو پہنچ جائے۔ اور اس قوم کے کیا مرد کیا عورت بلکہ بچہ بچہ اس بات سے آگاہ ہو جائے کہ یہ پیغام اُس شخص کی طرف سے ہے جس کے ظہور کی تمام راستباز ہزارہا سال پہلے سے خبر دیتے آئے اور جو دنیا کے تمام مشہور انبیاء (علیہم السلام) کا موعود ہے۔ اور اسکے اس پیغام کا مدعا یہ ہے کہ لوگ اپنی اصلاح کریں۔ نیکی اور پرہیز گاری کی زندگی بسر کرنے لگیں نیز ان لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اگر اس ندائے آسمانی کی پروا نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ اُن میں بھی ایک نہایت شدید وبائے طاعون پھیلے اور اُسی طرح لاکھوں نفوس کی تباہی و ہلاکت کا باعث ہو جیسے کہ ہندوستان

کے لوگوں میں اُسی نبی اللہ کی پیشگوئی کے مطابق یہ وبا کئی سال سے اپنا کام کر رہی ہے۔ ہم نے مسیحی دنیا کو ٹھیک وقت پر خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے اور اب پھر احمد علیہ السلام کا یہ پیغام اس کے کانوں تک پہنچاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ کہ آنیوالی **مصیبت** مثل دیگر تمام بلاؤں اور مصیبتوں کے رجوع الی اللہ سے اور اپنے طریق زندگی میں پاک تبدیلی کرنے سے ٹل سکتی ہے ٭

کوئی ہے مسیحی دنیا کا ایسا خیرخواہ؟

آہ! ہم کس طرح دنیا کو یقین دلائیں کہ ہم تہ دل سے چاہتے ہیں کہ ہمارے مسیحی بھائی اور بہنیں مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اس دلسوزی و ہمدردی بھری آواز کو گوش دل سے سنیں تا کہ خدائے تعالیٰ اُن کے حال پر رحم فرمائے اور انہیں اپنے غضب سے بچالے جو اسوقت دنیا پر بڑی پُرہیبت شکل میں بھڑک رہا ہے کیونکہ دنیا نے خدا کے فرستادہ کی آواز کو نہ سنا جسے خدا نے اس زمانہ میں نوع انسان کی بھلائی کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور آج جو کچھ دنیا کے پردہ پر ظہور میں آرہا ہے یہ سب اُسی مرسل یزدانی احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی پیشگوئیوں کے حرف بحرف مطابق ہے جو آپ نے بارہ تیرہ سال پہلے دنیا کی آگاہی کے لئے شائع فرمادی تھیں۔

یہ امر کہ خدائے تعالیٰ کیطرف رجوع اور توبہ و استغفار کرنے۔ دعائیں مانگنے اعمال صالحہ بجا لانے اور مامور من اللہ کو قبول کر لینے سے آنیوالی بلائیں ٹل جایا کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں صاف طور پر بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

(سورۂ انفال۔ رکوع ۴)

یعنی اگر وہ (بندے) خدائے تعالیٰ کے حضور خواستگار معافی ہوں تو اللہ سزا یا عذاب نہیں دیا کرتا۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ

(سورۂ نساء رکوع ۲۱)

یعنی اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو خدا تمھیں عذاب دیکر کیا کرے گا؟
یونس علیہ السلام کی اُمّت کے حالات کی جانب توجہ دلا کر بھی جو ایمان لے آنے اور رجوع الی اللہ کے سبب بچائے گئے تھے۔ قرآن کریم لوگوں کو نصیحت فرماتا ہے کہ توبہ کر کے اور خدائے تعالیٰ کے فرستادہ پر ایمان لاکر اپنے آپکو عذابِ الٰہی سے بچالیں۔ جیسا کہ فرمایا:-

فلولا کانت قریۃ اٰمنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس لما اٰمنوا کشفنا عنھم عذاب الخزی فی الحیٰوۃ الدنیا ومتعناھم الیٰ حین (سورۂ یونس۔ رکوع ۱۰)

پس کیوں نہ ہوئی اور کوئی بستی جو (عذاب دیکھکر) ایمان لائی ہو اور اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو۔ سوائے قوم یونسؑ کے کہ جب وہ ایمان لے آئی تو ہم نے ذِلّت کا عذاب اسپر سے ٹال دیا اور ایک وقت تک ہم نے ان کو مہلت دی ؎

اس سے پایا جاتا ہے کہ اگر لوگ حضرت یونس علیہ السلام کی اُمّت کی مثال سے فائدہ اُٹھائیں اور مسیح موعودؑ کو مان لیں تو وہ اب بھی خدا کے عذاب سے بچ سکتے ہیں۔

دوسرا مدعا ان اعلانات کی تشہیر واشاعت سے یہ ہے کہ جب خدا کے مُرسل کی پیشگوئیاں پوری ہوں تو لوگوں کو اس فرستادۂ برحق کی صداقت کا پتہ لگے۔ وہ اس کو شناخت اور قبول کرسکیں۔ پھر اسکے حلقہ بگوشوں میں شامل ہوکر حقائق و معارف کے اس آسمانی سرچشمہ سے سیراب ہونیکا موقعہ پائیں جو اُس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کے بہا رکھا ہے؎

احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔"

عذابوں کے نازل کرنے سے خدا تعالےٰ کا منشاء

کسی مامور ومرسل کے زمانہ میں زمین پر طرح طرح کے عذاب نازل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ایک غرض تو یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کے دل نرم ہوں۔ انمیں خوف وخشیت پیدا ہو۔ اور وہ سچائی کو قبول کرنے کی طرف مائل ہوں۔ کیونکہ خدا کی طرف سے دنیا میں کوئی رسول اسی وقت آتا ہے جبکہ لوگ دنیا کے دھندوں میں بالکل سرشار وغرق ہوں اور عقبیٰ کی طرف سے غافل وبیفکر۔ اُن کی تمام طاقتیں دنیاوی معاملات ہی کے لئے وقف ہوگئی ہوں اور محض اس سفلی حیات مستعار کو انہوں نے اپنا مطلوب وغائتِ مقصود قرار دے رکھا ہو۔ اپنے خالق ومالک کے متعلق انسان کے فرائض کیا کچھ ہیں؟ اس کا خیال تک لوگ دلوں سے بھلا چکے ہوں۔ اُنکے دل سخت ہو گئے ہوں۔ اور سچائی کو قبول کرنیکی صلاحیت اُن میں باقی نہ رہی ہو۔ اُن کے سارے اوقات فقط اس چندروزہ زندگی کی عارضی وفانی خوشیوں کے ہی پیچھے پڑے رہنے میں گذر جاتے ہوں۔ اپنی اخلاقی اصلاحِ حال اور روحانی ترقی کے واسطے ایک لمحہ بھی خرچ کرنے کی فرصت نہ ملتی ہو۔ جب دنیا میں نوع انسان کی غفلت ومعصیت کی یہانتک نوبت پہنچ گئی ہو تب خدائے تعالیٰ اپنا ایک رسول مبعوث فرماتا ہے اور اسکے ظہور کے ساتھ کئی قسم کے زمینی وآسمانی عذاب مثل قحط۔ زلازل اور طاعون وغیرہ بھی بھیجدیتا ہے تاکہ غافل مخلوق کے دل خوف خدا سے پگھلیں اور وہ اُس کی طرف رجوع ہو۔

موجودہ جنگ اور اسکے ہولناک وبربادی بخش لوازمات نے ارواح انسانی پر ایک تعزیر وسزا کا سا اثر پیدا کیا ہے۔ یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ دنیا خود اس بات کو اب اچھی طرح محسوس کر رہی ہے اور مان گئی ہے کہ واقعہ میں یہ ایک عذاب الٰہی ہے۔ اس عذاب کے شروع ہونے سے پہلے دنیا اپنی فانی خوشیوں کی دُھن میں مگن تھی۔ سوائے خورد ونوش اور مشاغلِ خوش وقتی کے

اور کسی بات سے سروکار نہ تھا۔ جیسا کہ خدا کے راستباز برگزیدے ہزارہا سال پہلے سے خبر دیتے چلے آئے تھے اسؑ نے اپنا ایک نذیر مبعوث فرمایا مگر اہلِ دنیا اسکو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ پس خدا نے انہیں حق کی طرف توجہ پیدا کرنے کی غرض سے طرح طرح کی وبائیں۔ قحط پر قحط۔ اور پے در پے زلزلے بھیجے۔ ہیبت ناک اور تباہ کن طوفان آئے۔ بدامنی اور قسم قسم کے انقلابات نے لوگوں کی زندگی تلخ کر دی۔ جنگوں اور دیگر آفاتِ ارضی و سماوی نے اسکے خرمنِ عافیت پر بجلی گرائی۔ غرض انسانی قلوب کو نرم کرنے اور انہیں خوف وخشیت ڈالنے والے بہت سے سامان منجانب اللہ پیدا ہو گئے تاکہ خلقت اسؑ کے فرستادہ کی آواز پر کان دھرنے اور اسکو ماننے کے لئے تیار ہو جائے اور خوابِ غفلت سے بیدار۔

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدائے تعالےٰ کی اس سنّت قدیمہ اور اسی قانون پر روشنی ڈالکر نوع انسان کو اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:۔

ولقد ارسلنا الیٰ امم من قبلك فاخذ نٰھم بالباساء والضراء لعلّھم یتضرعون (سورۂ انعام رکوع ۵)

اور (اے پیغمبرؐ) تحقیق ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں کی طرف اپنے پیغمبر بھیجے۔ پھر ہمنے انکو طرح طرح کی مصائب اور عذابوں سے پکڑا تا کہ وہ عاجزی اختیار کریں۔

لوگوں کے مبتلائے مصائب ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ ان عذابوں کے نزول سے پہلے گناہوں اور بدکاریوں میں اپنی زندگی برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ جب زمین انسان کی بدی و شرارت سے ناپاک وخراب ہو جاتی ہے۔ سیہ کاری۔ معصیت اور بے حیائی کے کام بے دھڑک کھلم کھلا ہونے لگتے ہیں۔ ناانصافی و بداخلاقی۔ گمراہی و ناخدا ترسی کا زمین

پر ایک طوفان بے تمیزی موجیں مار رہا ہوتا ہے۔ اُسوقت خدائے قہار کا غضب بھڑک اُٹھتا ہے اور وہ انکی تنبیہ و اصلاح کے لئے طرح طرح کے شدید عذاب نازل فرماتا ہے لیکن تباہ کن سزاؤں سے پہلے وہ ایک ڈرانیوالے (نذیر) کو بھیجتا ہے جو اپنی ندائے آسمانی سے دنیا میں گویا ایک صور سا پھونک دیتا اور خطرہ کے الارم کی طرح غافل دنیا کو آنیوالی بلاؤں سے خبردار کرتا ہے وہ لوگوں کو بتلاتا اور کان کھول کے سناتا ہے کہ دیکھو خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ اس کا عذاب تمھارے دروازہ پر ہے۔ اور اب اس سے بچنے کی صرف ایک ہی تدبیر ہے۔ وہ یہ کہ تم اسی کے حضور عاجزی وزاری کرو۔ غفلت چھوڑو بدکاری سے باز آجاؤ۔ اپنے پچھلے گناہوں سے تائب ہو کر آئندہ اپنے اندر پاک تبدیلی کرو ؛

حضرت احمدؑ نے پیشگوئی کی تھی کہ عدیم النظیر و عالمگیر مصائب نازل ہونگی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اہل ملک میں وبائے طاعون پھیلنے کی جو خبر قبل از وقت شائع کر کے ابنائے وطن کو اسکے خطرہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اُس کا ایک حصہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی بہت ہی ہولناک پلیگ پھوٹنے کی پیشگوئی کا بھی ذکر دیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کا ایک مدعا یہ ہوتا ہے کہ لوگ آنیوالی مصائب سے خبردار ہو کر خدا کی جناب میں توبہ کریں اور ان بلاؤں سے محفوظ رہنے کے واسطے اُس ارحم الراحمین کے حضور گریہ وزاری اور دعاؤں میں لگ جائیں۔ پس طاعون کی طرح اور بھی کئی آفات ارضی و سماوی کی بابت بھی آپؑ موجودہ نسل انسانی کو قبل از وقوع مطلع فرما چکے تھے مثلاً زلزلوں۔ طوفانوں۔ سیلابوں۔ جنگوں اور دیگر بیشمار بلاؤں کا پے در پے نازل ہونا۔ مختلف آفات و حوادث سے موت کی گرم بازاری انسان کی تباہی۔ تشویش تلخ کامی وغیرہ۔ چنانچہ ذیل میں ہم آپؑ کے اُس انذاری اعلان کا اقتباس درج کرتے ہیں جو حضرت نے ۲۷۔ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا (دیکھو ریویو آف ریلیجنز

بابت مارچ سنہ ۱۹۰۵ء)

"قال اللہ عزّ وجل - قل مایعبؤا بکم ربّی لولا دعاء کم - یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمھاری پروا کیا رکھتا ہے - اگر تم بندگی نہ کرو اور دعا میں مشغول نہ ہو -

دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ مینے آج سے قریباً نو ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخباریں نکلتی ہیں - خدا کی طرف سے اطلاع پاکر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی عفت الدیار محلہا ومقامہا یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانیکو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی اور نہ عارضی امن کی جگہ ...... اب دیکھتا ہوں کہ وہ وقت قریب آگیا ہے مینے اسوقت* جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہوگیا اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے مینے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا دوستو! اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے اب اس دریا سے پار ہونیکے لئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقویٰ کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اس کا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھکر - وہ خوف کرنیوالوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے ..... سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ خدا کی طرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتاں خیزاں اس کی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں تو مردہ کی طرح اپنے اٹھائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے - آج محض زبانی لاف و

* ۲۶ - ۲۷ - فروری کی شب درمیانی مراد ہے

گذاف ستم یار نہیں ہو سکتے ..... اور قبل اسکے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بنجاؤ ..... یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آرہے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کے دن کبھی عام طور پر دنیا پر نہیں آئے۔ ایسا ہوا تا وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو ابتدا سے نبیوں نے کی تھیں خدا نے آج سے پچیس ۲۵ برس پہلے طاعون کی خبر مجھکو دی تھی جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی تھی .... دنیا کے لئے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں مگر دنیا نہیں سمجھتی لیکن کسی دن سمجھے گی دیکھو میں اس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اسکے کہ تنگی کے دن آویں مینے اطلاع دیدی ہے“

پھر ایک اور اشتہار آپنے ۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو شائع کیا جبکہ کانگڑہ کا ہیبتناک زلزلہ آچکا تھا۔ اسمیں آپ فرماتے ہیں:-

”چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اسلئے میں ظاہر کرتا ہوں اور میں قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں رہا اور وہ جو اسکی طرف سے اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا ہے اس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر جاتا ہے پس خدا فرماتا ہے کہ میں انسے جنگ کرونگا اور میرے وہ حملے انپر ہونگے جو انکے خیال وگمان میں نہیں ..... وہ فرماتا ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔“

اس سے تین دن بعد یعنی ۸۔ اپریل کو حضور نے تیسرا اشتہار شائع فرمایا جو حسب ذیل ہے:-

”آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے ”تازہ نشان کا دھکا زَلْزَلَةُ السَّاعَةِ۔ قُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْاَبْرَارِ۔ دَنٰى مِنْكَ الْفَضْلُ۔ جَاءَ الْحَقُّ وَ

زھق الباطل (ترجمہ مع شرح) یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائیگا مخلوق کو اس نشان کا دھکہ لگیگا وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئیگی جسکو قیامت کہ سکینگے۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اسکو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا۔ بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کوئی اور ہو قریب ہو یا بعید ہو پہلے سے بہت خطرناک ہے سخت خطرناک ہے اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا..... بقیہ ترجمہ عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کرکے اپنے تئیں بچالو قبل اسکے جو وہ ہولناک دن آوے...... اور پھر اس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس کے فرستادہ کو جو انکے درمیان ہے شناخت کریں پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو اور پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جاویگا ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا دیکھو! آج مینے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی۔ کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑکر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں کاش میں انکی نظر میں کاذب نہ ٹھیرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں

دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچاؤ گے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائیگا ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دیگا نادان بدقسمت کہیگا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں ہائے وہ کیوں اسقدر سوتا ہے آفتاب تو نکلنے کو ہے.... انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اس میں اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے آگ لگ چکی ہے اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اس کو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے آمین والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ؛

پھر ایک ہفتہ بعد یعنی ۱۵- اپریل ۱۹۰۵ء کو آپ نے ایک اور انذاری اعلان دیا جسمیں آنیوالی مصیبت کا ایک سرسری خاکہ کھینچا گیا ہے۔ جو وحی الٰہی کے الفاظ کے بموجب ایک زلزلہ عظیمہ تھا مثل زلزلہ قیامت کے۔ یعنی فرمایا کہ وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اسکے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں:-

"اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد — جس سے گردش کھائینگے دیہات و شہر اور مرغزار

آئیگا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب — اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے — کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائیگی زیر و زبر — نالیاں خوں کی چلینگی جیسے آب رودبار

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن — صبح کر دیگی انہیں مثل درختان چنار

ہوش اڑ جائینگے انساں کے پرندوں کے حواس — بھولینگے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار

ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی — راہ کو بھولینگے ہو کر مست بیخود راہوار

خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں — سرخ ہو جائینگے جیسے ہو شراب انجبار

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس — زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اِک نمونہ قہر کا ہو گا وہ ربّانی نشاں آسماں حملے کریگا کھینچکر اپنی کٹار
ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہِ ناشناس اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دار و مدار
وحیِ حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بُرد بار"

اس پیشگوئی کے حاشیہ میں احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہو گا جو نمونہ قیامت ہو گا بلکہ قیامت کا زلزلہ اسکو کہنا چاہیئے جسکی طرف سورۃ اذا زلزلت الارض زلزالھا اشارہ کرتی ہے لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلاوے۔ جسکی نظیر کبھی اس زمانہ میں نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھیرونگا مگر میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ شدید آفت جسکو خدا تعالیٰ نے زلزلے کے لفظ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلاف مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی اور نہ ہندو یا عیسائی ہونیکی وجہ سے کسی پر عذاب آسکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آسکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں۔ یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی خونی چور ظالم اور ناحق کے طور پر بداندیش بدزبان اور بدچلن ہو اسکو اس سے ڈرنا چاہیئے اور اگر توبہ کرے تو اسکو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے قطعی نہیں ہے"

یہ امر چنداں محتاجِ بیان نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح موعودؑ کی محولہ بالا پیشگوئیاں صاف طور پر اور ایک پُرہیبت شکل میں پوری ہو گئی ہیں ؂

اب ہم حضورؑ کی چند اور پیشگوئیاں درج ذیل کرتے ہیں۔ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو

آپؑ نے اپنی وصیت شائع فرمائی جس میں حضرتؑ نے اپنا وقتِ رحلت قریب ہونے کا بالفاظ ذیل اعلان کیا:-

"واما نرینک بعض الذی نعدہم او نتوفینک .... جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات بینات .... (ترجمہ) تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیری متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑینگے جنکا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دُور اور دفع کردینگے اور کچھ انمیں سے باقی نہیں رکھیں گے جنکے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں انمیں سے تجھے کچھ دکھادیں یا تجھے وفات دیدیں ..... اور ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے ..... اس جگہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم تیری نسبت ایسے ذکر باقی نہیں چھوڑینگے جو تیری رسوائی اور ہتک عزت کا موجب ہوں۔ اس فقرہ کے دو معنی ہیں (۱) اوّل یہ کہ ایسے اعتراضات کو جو رسوائی کرنے کی نیت سے شائع کیے جاتے ہیں ہم دُور کردینگے اور اُن اعتراضات کا نام و نشان نہ رہیگا (۲) دوسرے یہ کہ ایسے شکایت کرنے والوں کو جو اپنی شرارتوں کو نہیں چھوڑتے اور بدذکر سے باز نہیں آتے دنیا سے اُٹھالینگے اور صفحۂ ہستی سے معدوم کردینگے تب انکے نابود ہونیکی وجہ سے انکے بیہودہ اعتراض بھی نابود ہوجائینگے پھر بعد اسکے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اُردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کرکے فرمایا بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اس دن سب پر اداسی چھاجائے گی یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا بعد اسکے تمہارا واقعہ ہوگا تمام حوادث اور عجائباتِ قدرت دکھلانیکے بعد تمہارا حادثہ آئیگا۔

حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئینگے اور شدت سے آئینگے اور قیامت کا نمونہ ہونگے اور زمین تہ و بالا کردینگے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہوجائیگی

پھر وہ جو توبہ کرینگے اور گناہوں سے دستکش ہو جائینگے خدا اُنپر رحم کریگا جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ سب کچھ واقع ہو لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کرینگے اور ان راہوں کو اختیار کرینگے جو خدا کو پسند ہیں انکو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تُو میری طرف سے نذیر ہے مَینے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں، اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ مَیں تجھے اسقدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے ..... ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھلاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائینگے خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہونگے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی کچھ تو انہیں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائینگی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔" (ریویو آف ریلیجز۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء)

اس پیشگوئی کے مطابق ۲۶۔ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو یعنی پیشگوئی کی اشاعت سے قریباً اڑھائی سال بعد حضور علیہ السلام واصل الی اللہ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اُن حوادث اور عجائباتِ قدرت کے متعلق جو احمد علیہ السلام کے حادثہٗ وفات سے قبل ظہور میں آنے تھے اور جنکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ "موت ہر طرف اپنا دامن پھیلائے گی" اور "بہتوں کی زندگیاں تلخ ہو جائیں گی۔" اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کے پایونیر سے سطور ذیل کا بلفظہٖ نقل کردینا کافی ہوگا۔ جن کو پڑھکر آپؑ کی پیشگوئی کے سچّا نکلنے اور حرف بحرف پورا ہونے میں شک شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

"سنہ ۱۹۰۶ء ... ایک تہائی بھی نہیں گذرا مگر ابھی سے اسکی تاریخ میں مصائب اور تباہیاں اسقدر جمع ہو گئی ہیں جو دس سال کے لئے کافی ہیں۔ ایک ہفتہ بھی ایسا نہیں گذرتا جو ان تباہیوں کا نقشہ دنیا کے کسی نہ کسی حصّہ میں ظاہر نہ ہو جاتا ہو۔

اور اس کی حرکت دنیا میں ہر طرف یکساں ہے۔ سب سے اوّل جزائر غرب الہند میں آتش فشاں مادہ کا پھوٹا تھا۔ جسکے متعلق کہا گیا ہے کہ ساٹھ سال کے عرصہ میں اسقدر شدت اس کی نہیں پائی گئی اور اسکے ساتھ قریب قریب کے جزیروں میں بھی مادہ آتش فشاں کی حرکت بڑے زور میں ہوئی۔ اسکے بعد ایک تباہ کن طوفان اور سیلاب دریائے مسیسپی میں آیا فارموسا میں دو زلزلے نہایت ہی سخت یکے بعد دیگرے دو مہینوں کے اندر اندر آئے۔ اور یہ زلزلے اس زلزلہ سے شدت میں کہیں بڑھکر تھے جس نے سان فرانسسکو کو تباہ کیا۔ اسکے بعد فرانس کی ایک کوئلہ کی کان میں خطرناک حادثہ آگ لگنے کا وقوع میں آتا ہے جسکی تباہی کی نظیر کسی کان کے حادثہ میں نہیں پائی جاتی اور یہ واقعہ بھی ایسی جگہ ہوا ہی جہاں پہلے اس قسم کا کوئی خطرہ بھی نہ ظاہر ہوا تھا اس حادثہ کے بچے ہوئے لوگ ابھی مشکل سے سطح زمین پر لائے گئے تھے کہ جنوبی اٹلی کی طرف انسانی ہمدردی کی توجہ ہونا پڑا جہاں ویسیو وی اس ایسی سختی کے ساتھ پھٹا کہ اسکی نظیر کئی صدیوں میں نظر نہیں آتی۔ اور اسقدر دُور دُور تک اسکی تباہی کا اثر پہنچا کہ نیپلز بھی اس خطرہ میں پڑ گیا کہ خاکستر کے نیچے دب کر تباہ نہ ہو جائے۔ اس خوبصورت شہر کے امن کی نسبت ابھی پورا اطمینان نہ ہوا تھا کہ زمینی مادہ کیلیفورنیا کے نہایت خوبصورت اور سرسبز ساحل پر جا نکلا اور ایک آن کی آن میں مغربی دنیا کے سب سے خوبصورت شہر کو خاک میں ملا دیا۔ اس عام اور سخت تباہی کی نظیر پہلی صدی عیسوی کے بعد اور کہیں ہمیں ہی نہیں ملتی جبکہ زلزلے اور آتش فشاں کے مادے یورپ اور ایشیائے کوچک میں اسی طرح پھوٹ پھوٹ کر نکل رہے تھے جن کا نقشہ کسی قدر مکاشفات میں ملتا ہی"

خیال فرمائیے کہ حضرت احمد کی یہ پیشگوئی شائع ہونے کے بعد کتنی جلدی اور کیسی پُرشوکت صورت میں پوری ہوئی ہے۔ ابھی ان الفاظ کی تشہیر کو۔ کہ گو آپ کی وفات کا حادثہ بالکل قریب آلگا ہی لیکن وہ (وفات) وقوع میں نہ آئے گی جب تک کہ اور بہت سے حوادث و عجائب قدرت تمام اطراف میں ظہور پذیر نہ ہولیں۔

کچھ بہت عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ وہ زلازل اور دیگر آفات و مصائب جن کی خبر دی گئی تھی زمین پر نازل ہونی شروع ہو گئیں۔ اور اگلے سال کا ہنوز ایک ثلث بھی پورا نہ ہوا تھا کہ بقول فاضل ایڈیٹر پایونیر کے اُسکی تاریخ میں مصائب و تباہیاں اسقدر جمع ہو گئیں کہ انکی نظیر پہلی صدی عیسوی کے بعد اور کہیں ہمیں نہیں ملتی ÷

ایڈیٹر موصوف نے جن زلازل کا حوالہ دیا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی بعثت کے بعد ظہور میں آئے تھے اُنسے یہی نہیں کہ دونو مسیحوں (علیہما السلام) کے درمیان ایک بیّن مماثلت پائی جاتی ہے بلکہ ساتھ ہی اس سنت اللہ کا بھی صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ خدا کے ماموروں اور مرسلوں کی بعثت کے وقت مادی دنیا میں ضرور طرح طرح کے حوادث اور انواع و اقسام کی مصائب نازل ہوا کرتی ہیں ÷

لیکن آفات و حوادث کا صرف انہی واقعات پر خاتمہ نہیں ہو گیا بلکہ انکا سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا۔ چنانچہ مئی ۱۹۰۶ء میں احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب ذیل اعلان شائع کیا۔

"میں نے اپنے متواتر اشتہارات میں بار بار شائع کیا تھا کہ دنیا میں سخت زلزلے آئینگے اور بعض انمیں سے قیامت کا نمونہ ہونگے اور بہت موت ہوگی۔ چنانچہ ایسے زلزلے فارموسا چین اور سان فرانسسکو ملک امریکہ اور اٹلی میں آ گئے.... ....اور پانچ اور زلزلوں کا وعدہ ہے جنکی انتظار کرنی چاہیئے.... ان ممالک میں محض قہری طور پر زلزلے آئے ہیں اور چونکہ ان زلازل کی نسبت پیشگوئیاں پہلے ہو چکی ہیں اسلیئے وہ لوگ اس نشان سے انکار نہیں کر سکتے ہاں جو موتیں انمیں واقع ہوئی ہیں وہ انکے گناہوں اور فسق و فجور کی وجہ سے ہیں اور یہ زلزلے میری طرف انکو راہنمائی کرتے ہیں کیونکہ میں نے قبل از وقت انکو ان آفات کی خبر دی ہے غرض ہلاک ہونیوالے اپنے سابق گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور جنہیں پیشگوئی کی خبر ملیگی انکے لیئے وہ نشان ہوا اگر وہ اس نشان کو ٹال دینگے تو پھر کوئی اور عذاب آئیگا۔"

(ریویو آف ریلیجنز۔ مئی ۱۹۰۶ء)

یہ پیشگوئیاں صرف رسالہ ہذا یا دیگر مقامی اخبارات و رسائل۔ اور خود حضرت اقدسؑ کی تحریرات و اشتہارات ہی میں نہیں بلکہ دوسرے اخباروں کے ذریعے بھی ہندوستان نیز بیرونجات میں کثرت سے شائع کی گئی تھیں۔ جن کے پڑھنے والوں کی توجہ اس امر واقعی کی طرف منعطف ہوئی اور انہیں تسلیم کرنا پڑا کہ یہ حوادث جو ظہور میں آرہے ہیں درحقیقت پیغمبر ہندوستان (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی صداقت ظاہر کرتے ہیں چنانچہ ۲۱-اپریل کے "نیوزیلینڈ ہیرلڈ" اور "اوکلینڈ ویکلی" نامی اخباروں نے اس بارہ میں جو آرٹیکل بعنوان "پیغمبر ہند" شائع کیئے انکا ترجمہ ہم ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-

"جنوری گذشتہ کے ریویو آف ریلیجنز میں جو ایک ہندوستان کا رسالہ ہے شدید زلزلوں کی کچھ پیشگوئیاں شائع کی گئی ہیں جو سان فرانسسکو کی تباہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے خاص دلچسپی سے دیکھے جانے کے قابل ہیں۔ یہ پیشگوئیاں مرزا غلام احمد نامی ایک ایسے شخص کی طرف سے ہیں جو ہندوستان میں ایک مذہبی فرقہ کے پیشوا ہیں اور مسیح موعودؑ کے نام سے مشہور۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ "مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ جسکے ذریعے مجھکو بتلایا گیا ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے مگر اس سے پہلے بدکاروں پر عذاب الٰہی بھی ضرور نازل ہونیوالا ہے"۔ یہاں ہمعصر موصوف نے اُس زلزلہ کے متعلق جو قیامت کا نمونہ ہوا تھا حضرت اقدسؑ کی انذاری پیشگوئی کے اہم تر فقرات نقل کرکے پھر آپؑ کے اُس اشتہار کا ذکر کیا ہے جسمیں حضور نے زلزلہ کی پچھلی پیشگوئی پوری ہو جانے کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا تھا کہ آنیوالا زلزلہ اس سے بھی زیادہ شدید ہوگا؛ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حضرت اقدسؑ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ میری وفات کا حادثہ پیچھے ہوگا اور اس سے پہلے اور بہت سے حادثات ظہور میں آئیں گے جو ہر طرف تباہی کا موجب ہونگے اور بہت سی زندگیوں کو تلخ کر دینگے۔ اُن میں سے بعض حوادث کا جو پیشگوئی کے مطابق وقوع میں آئے اور جنکی نسبت فاضل ایڈیٹر پایونیر کی رائے ہے کہ کم از کم گذشتہ ۱۹ سو سال کی تاریخ میں انکی نظیر ڈھونڈھی نہیں ملتی) ہم

قبل ازیں ذکر کر چکے ہیں مگر جس وقت یہ حوادث واقع ہو لئے تو حضرت احمد علیہ السلام نے اعلان کیا تھا کہ انہی حوادث پر بس نہیں بلکہ ابھی اور بہت سے شدید حادثے اور آفات ظہور میں آنی ہیں۔ چنانچہ فی الواقعہ ایسا ہی ہوا اور احمد علیہ السلام کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہو کے رہی۔ لیکن ان عبرت خیز واقعات کے ذکر سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود حضور ممدوحؑ کی اپنی تحریر کا ایک اور حوالہ ہدیہ ناظرین کر دیا جائے۔

حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی مشہور کتاب حقیقۃ الوحی میں کچھ اور زلزلے آنے اور عدیم المثال مصائب کے نزول کی خبر دیتے ہیں جس کا ترجمہ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے (انگریزی) ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوا اور اس کا عنوان یہ تھا "وہ پیشگوئی جس کا سب کو علم ہونا چاہیئے"، اسکی اصل عبارت یہ ہے:-

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیاء کے مختلف مقامات میں آئینگے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائینگے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اسکے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے نجات پائینگے اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے

(باقی آئندہ)

اگر

آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہوں تو

لال شربت

پلادیں کلیجہ کی کمزوری دکھانسی ولاغری کو دُور کرنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلادیں پیدائیش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا یکساں فائدہ کرتی ہے پینے میں شیریں اور رنگ سُرخ ہونیکی وجہ سے بچے بہت ہی خوشی سے پیتے ہیں آپ بھی اپنے بچوں کو پلاکر آزمائیش کریجئے

قیمت بارہ آنہ (۱۲) فی شیشی محصولڈاک چار آنہ (۴)

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی جلدی بیماری کی دوا

یہ تیل کئی ایک مفید دیسی اور ہسپتال کی تجربہ کی ہوئی دوائیوں سے بنایا گیا ہے اس سے ہر اقسام کے جلدی بیماری یعنی چمڑے کا مرض مثلاً خارش کھجلی وچھاجن اپرس وغیرہ رفع ہوتے ہیں برص سے خراب ہوئے چمڑے میں بھی یہ اچھا فائدہ دکھلاتا ہے مگر اسحالتمیں تیل لگانے سے پورا فائدہ نہیں ہوتا ہے اسوجہ سے تیل لگانے کے ساتھ ہی خون صفا کرنے والی دوا ایڈوانیرڈ سالسا بھی حسب ہدایت استعمال کرنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ایک سے چار تک ۵ سرسالسا قیمت ۱۲ محصول ۶

پُرانے سوزاک کی دوا

سوزاک پرانا ہوجانے سے پیشاب میں جلن ہوتی ہے لیکن پیشاب رُک ہوتا ہے اور مواد بھی تھوڑا تھوڑا گرتا ہے جس سے کپڑہ میں داغ لگتا ہے گرم چیزوں کے کھانے سے یا دوسرے کسی سبب سے مزاج میں گرمی آجانی سے مواد زیادہ نکلنے لگتا ہے اور کبھی بند بھی ہوجاتا ہے جس سے زندگی وبال ہوجاتی ہے قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ۵

زخم کا مرھم

یہ زخم کا مرہم سب طرح کے زخموں میں فائدہ کرتا ہے۔ زخم کے کیڑے اس سے مرجاتے ہیں۔ بدبو جاتی رہتی ہے زخم صاف ہوکر جلد انگور کی طرح بھر آتا ہے اور نیا چمڑہ پیدا ہوکر زخم آرام ہوجاتے ہیں معمولی زخم سے لیکر سڑے گلے زخم تک یہ مساوی اثر دکھلاتا ہے ایک اونس کی ڈبیہ کی قیمت (۵) زخم دھونے کی ٹکیہ مرہم لگانیکے ساتھ ہی زخم دھونا چاہیئے جس دوا سے زخم دھونیکا پانی بنتا ہے وہ چھوٹی چھوٹی ٹکیہ کی شکل میں بنی ہوئی ہے ایک ٹکیہ سے ایک بوتل زخم دھونے کا پانی بنتا ہے مرہم کے ساتھ یہ ٹکیہ مل سکتی ہے قیمت فی ٹکیہ ۱

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

فروخت مکان

مَیں اپنا سکنی مکان بعمارت پختہ جو بورڈنگ ہوس کے بالکل سامنے بر لب سڑک نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے۔ اور مسجد نور و ہائی سکول کے قریب ہے۔ فروخت کرنا چاہتا ہوں ایک کنال اراضی میں یہ مکان ہے۔ جانب شرق سڑک ۱۵ فٹ۔ غرب سڑک کلاں ۳۵ فٹ۔ جانب شمال گلی ۷ فٹ اور جانب جنوب زمین شیخ شیر محمد صاحب دوکاندار۔ مکان میں جانب مشرق ۳ مرلہ میں چھوٹا سا باغیچہ ہے۔ جسمیں انگور۔ امرود۔ انار۔ آم۔ کیلہ کھٹہ میٹھا سنگترہ۔ فالسہ۔ انجیر۔ آڑو۔ شہتوت بیدانہ۔ بادام۔ اور آلوچہ وغیرہ کے پھلدار درخت اور بہت سے موتیا کے پھولدار پودے ہیں۔ علاوہ اسکے شیشم۔ ڈیک۔ اور نیم کے سایہ دار درخت ہیں۔ گذشتہ سال سے انگور۔ کیلہ۔ امرود اور فالسہ کے درخت پھل دے رہے ہیں اسوقت بھی انگور کی بیلیں انگوروں سے بھری ہوئی ہیں۔ پاس ہی ایک کنوآں میں پانی لینے کے لئے حصہ رکھا ہوا ہے۔ اور تھوڑے سے خرچ سے نہایت سہولت سے مکان میں بھی جدا چھوٹا سا کنوآں لگ سکتا ہے۔ مکان غلافی نہیں بلکہ سارا پختہ ہے۔ اپنی نگرانی میں ایک سب اوورسیر کے مشورہ سے بنوایا تھا ہر ایک چیز نہایت عمدہ و پائدار ہے۔ اور امانی تیار کرایا تھا ٹھیکہ پر مکان کا کوئی حصہ تعمیر نہیں کرایا گیا تھا۔ ایک جانب دو منزلہ ہے۔ اور ایک جانب چھتوں پر گرمی سردی کے آرام کیلئے پردے بنے ہوئے ہیں اگر کوئی صاحب خریدنا چاہیں تو مجھ سے خط و کتابت کر کے قیمت کا فیصلہ کر لیں ؛ خاکسار

محمد نصیب مینیجر دفتر ریویو قادیان

ڈاکٹر کی ہدایت

نوبتی بخار۔ سخت زکام اور ہلکی قسم کی طاعون کیلئے باٹلی والا کا ایگیو مکسچر بڑی بوتل یا بخار کی گولیاں قیمت عہ۔ باٹلی والا کا بلمرت بچوں اور کمزور اشخاص کیلئے مقوی ہے۔ قیمت عہ۔ باٹلی والا کی اصلی کونین کی ٹکیاں ایک اور دو گرین کی گولیوں کی بوتل باٹلی والا کا ایگیو مکسچر چھوٹی بوتل قیمت ۸ کالرا۔ ہیضہ۔ دستوں اور قے کے واسطے قیمت عہ۔ دانتوں کا منجن قیمت عہ۔ مقوی گولیاں۔ زرد اور کمزور اعصاب کے لئے قیمت عہ۔ داد کا مرہم۔ داد اور خارش کیلئے قیمت یہ ادویہ ہندوستان میں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں تیار ڈاکٹر ایچ۔ ایل۔ باٹلی والا اینڈ سنز ورلی۔

[illegible] سے مل سکتی ہیں

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ محمد نصیب پرنٹر و پبلشر طبع ہوا)